تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم ۱۱ تا ۱۷ مئی ۲۰۰۰ء مدیر : حافظ عاکف سعید

تیرا پیامِ عمل انقلاب لائے گا

——— علامہ شبیر بخاری ———

رموزِ رفعت آدم کے ترجمان اقبال مقامِ عشق محمدؐ کے راز دان اقبال
حریم قدسِ شریعت کے پاسبان اقبال سرور و سوزِ طریقت کے نغمہ خوان اقبال
زمین پاک پہ دور شباب آئے گا!
تیرا پیامِ عمل انقلاب لائے گا

بہارِ گلشن ہستی ہے سوگوار ابھی! مقامِ مجد و شرافت ہے بے وقار ابھی
حیات تہمت عصیاں سے شرمسار ابھی قبائے عظمت انساں ہے تار تار ابھی
زمین پاک پہ دورِ شباب آئے گا!
تیرا پیامِ عمل انقلاب لائے گا

شہید عشوہٗ ساقی ہیں تشنہ کام ابھی حدیث بادہ و مینا ہے ناتمام ابھی
ضمیر آدمِ خاکی ہے زیر دام ابھی نمازِ عشق و محبت ہے بے امام ابھی
زمین پاک پہ دورِ شباب آئے گا!
تیرا پیامِ عمل انقلاب لائے گا

نظامِ فکر کی تطہیر کی ضرورت ہے مقامِ فقر کی تفسیر کی ضرورت ہے
نجوم و ماہ کی تسخیر کی ضرورت ہے وطن کو اُسوۂ شبیر کی ضرورت ہے
نظامِ پاک پہ دورِ شباب آئے گا
تیرا پیامِ عمل انقلاب لائے گا

اس شمارے میں

☆ خطابِ جمعہ 2
☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ 3
☆ افغانستان کی تعمیر نو 5
☆ تحریک و تنظیم 6
☆ قرضوں کی جنگ (13) 8
☆ نامے میرے نام 9
☆ کاروانِ خلافت منزل بہ منزل 10
☆ متفرقات ✪

نائب مدیر :
فرقان دانش خان
معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون ۔/175 روپے

شمارہ : 18 قیمت : 3 روپے

دینی ومذہبی جماعتیں سیاست اور فرقہ واریت کے گرداب سے نکلنے کو تیار نہیں

اگر ہم نے مرتد کی سزا کا قانون بنادیا ہوتا تو آج عیسائیت اور قادیانیت کو فروغ حاصل نہ ہوتا

"بیجنگ پلس فائیو" کے نام سے جون میں ہونے والے اقوام متحدہ کے خصوصی اجلاس میں اسلامی اقدار کی بیخ کنی کی سازش کی جارہی ہے

اب یہ مخلص عوام کا فرض بنتا ہے کہ وہ سلطنت خداداد پاکستان میں نفاذِ اسلام کے لئے میدانِ عمل میں نکلیں

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے ۵ مئی ۲۰۰۰ء کے خطابِ جمعہ کا پریس ریلیز

سابقہ حکومتوں کی طرح موجودہ حکومت کی مساعی کا حاصل بھی یہ ہے کہ عوام کا خون نچوڑ کر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی قسط ادا کر دی جائے تاکہ ہم کہیں ڈیفالٹر قرار نہ دے دیئے جائیں حالانکہ حکمرانوں کی غلط حکمت عملی کے باعث ملک میں قادیانیت اور عیسائیت کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ لیکن کسی کو اس کے سدباب کی فکر نہیں۔ کون نہیں جانتا کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ اگر ہم نے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے ساتھ ساتھ مرتد کی سزا کا بھی قانون بنا دیا ہوتا تو آج عیسائی مشنری اور قادیانی مبلغ اس دیدہ دلیری سے اپنے مذاہب کی تبلیغ نہ کر رہے ہوتے۔

آج جب کہ دینی و مذہبی جماعتیں سیاست اور فرقہ واریت کے گرداب سے نکلنے کو تیار نہیں اور ملک کے ایلیٹ طبقات جن میں حکمران طبقہ بھی شامل ہے' مغربی تہذیب کے دلدادہ ہیں اور انہیں دین اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں تو ایسے میں اب یہ عوام کا فرض بنتا ہے کہ وہ سلطنت خداداد پاکستان کے بقا و استحکام کی خاطر یہاں نفاذ اسلام کے لئے میدان میں اتر کر جہاد کریں۔ عالمی حالات کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ مغرب کی دجالی تہذیب پوری انسانیت بالخصوص عالم اسلام کے خلاف آخری حملے کی تیاری کر رہی ہے۔ چنانچہ قاہرہ اور بیجنگ کانفرنسوں کے بعد اب آنے والے جون میں اقوام متحدہ کے ذریعے ان معاشرتی اقدار اور شرم وحیاء کی روایات کی بیخ کنی کے لئے سازش تیار کی جارہی ہے جن کی جڑیں بعض مشرقی ممالک اور بالخصوص عالم اسلام میں ابھی تک گہری ہیں۔ یہود اس سازش کے ذریعے نوع انسانی کو حیوان بنانے پر تلے ہوئے ہیں تاکہ ان کے نیو ورلڈ آرڈر کے قیام کی راہ ہموار ہو سکے۔ آئندہ ماہ ۵ تا ۹ جون نیویارک میں "بیجنگ پلس فائیو" کے نام سے منعقد ہونے والے اقوام متحدہ کے خصوصی اجلاس میں کامل مساواتِ مرد و زن' آزادانہ شہوت رانی اور بے حیائی کے فروغ کا ایجنڈا اگر عالمی سطح پر نافذ ہو گیا تو یہ ایک ایسا آئس برگ ثابت ہوگا جس سے ملت اسلامیہ جہاز ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا۔

ہم اپنے ملک میں پہلے ہی اللہ سے کئے ہوئے وعدے میں خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں کیونکہ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا' لیکن ابھی تک یہاں اسلام نافذ نہیں کیا۔ اسی طرح ہمارے آئین میں اگرچہ اللہ کی حاکمیت کا اقرار موجود ہے مگر ہمارا عمل اس کے برعکس ہے۔ عدالتی سطح پر سود کے خلاف فیصلہ دیا جاچکا ہے لیکن معیشت بدستور سود پر چل رہی ہے' اس اعتبار سے ہم ایک منافق قوم ہیں کہ ہم دین کے احکامات کا سیاسی' معاشی و معاشرتی سطح پر زبان سے تو اقرار کرتے ہیں مگر انہیں نافذ کرنے کے لئے تیار نہیں۔

اگر ہم اس نفاق سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی دورنگی کو ختم کرنا ہوگا یعنی سب سے پہلے ہمیں خود اپنے وجود اور اپنے گھر پر دین نافذ کرنا ہوگا۔ اس کے بعد ملک میں نفاذ اسلام کے لئے سربکف ہو کر میدان میں نکلنا ہوگا۔ کیونکہ قرآن و سنت کے مطابق صرف اسی صورت میں وہ منظم جمعیت وجود میں آسکتی ہے جو منکرات کو چیلنج کرنے کی اہلیت رکھتی ہو۔ کسی وقتی تحریک سے متاثر ہو کر جذباتی انداز میں سینے پر گولی کھالینا آسان ہے لیکن "منزل یہی کٹھن ہے' قوموں کی زندگی میں" کے مصداق جب تک ہم خود جہد مسلسل کے ذریعے تقویٰ کی روش اختیار نہیں کریں گے اور جب تک ہم خود کو سمع وطاعت یعنی ڈسپلن کا خوگر نہیں بنائیں گے اور جب تک عوام میں سے ایک قابل ذکر تعداد ایسے سرفروشوں کی نہیں اٹھے گی جو متذکرہ بالا شرائط پوری کرتے ہوئے غلبہ و اقامت دین اور قیامِ نظام خلافت کے لئے جدوجہد پر کمر بستہ ہو جائیں' اس وقت تک ملک میں اسلامی انقلاب کے لئے کوئی تحریک چلانا بے سود ہوگا۔

امریکہ نے پاکستان کے بارے میں اب اپنی پالیسی اور عزائم کا اظہار دوٹوک انداز میں کر دیا ہے

ایٹمی صلاحیت کی محرومی سے پاکستان کو بھارت کی بالادستی قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا

سوویت یونین کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کشمیر کے جہادِ حریت میں امریکہ کو دہشت گرد نظر آنے لگے

کوئی امریکی صدر یہودیوں اور اسرائیل کے مفادات کے خلاف کچھ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا

مرزا ایوب بیگ' لاہور

تجزیہ

بالآخر بلی تھیلے سے باہر آگئی امریکہ ایک عرصے سے جو بات اشارے کنائے میں کہہ رہا تھا گزشتہ ہفتے اس نے اپنے عزائم کا اظہار دوٹوک اور واضح انداز میں کر دیا۔ امریکہ کے دفتر خارجہ کی سالانہ رپورٹ' امریکی سفارت خانے کی طرف سے جاری ہونے والا بیان اور کراچی کی ایک تقریب سے امریکی قونصل جنرل جان بینٹ کے خطاب سے پاکستان کو ایک ہی نوع کا پیغام پہنچایا گیا ہے۔ ہم قارئین ندائے خلافت کی خدمت میں اس پیغام کا خلاصہ پیش کرتے ہیں تاکہ ان کے سامنے اصل صورت حال آ سکے اور وہ بھی اس کا تجزیہ کر کے اس وارننگ کو صحیح طور پر سمجھ سکیں جو تین سرکاری ذرائع سے پاکستان کو دی گئی ہے۔

امریکی دفتر خارجہ نے یکم مئی ۲۰۰۰ء کو عالمی دہشت گردی کے موضوع پر جو سالانہ رپورٹ جاری کی ہے اس میں دہشت گردی کے حوالے سے پاکستان اور افغانستان کو ایک پلڑے میں رکھا گیا ہے جبکہ بھارت کو مظلوم اور پاک افغان دہشت گردی کا شکار ثابت کیا ہے۔ یہ رپورٹ ایک سو ایک صفحات پر مشتمل ہے جس میں ایشیا میں افغانستان اور پاکستان کو دہشت گردی کا گڑھ اور منبع قرار دیا گیا ہے۔ رپورٹ میں بڑی دردمندی اور دکھ کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کیا گیا ہے کہ افغانستان اور پاکستان کی دہشت گردی کا نشانہ بھارت اور اس کی فوج بن رہی ہے۔ مسٹر مائیکل جنہوں نے اس رپورٹ کی تحریر میں مرکزی رول ادا کیا ہے پاکستان پر احسان عظیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پاکستان کو دہشت گردی کی سرپرستی کرنے والا ملک صرف اس بنا پر قرار نہیں دیا گیا کیونکہ ہم پرانے دوست ہیں ورنہ پاکستان میں دہشت گردی کی صورت حال اس قدر خطرناک ہے کہ تکنیکی طور اسے دہشت گردوں کے ساتھ تعاون کرنے والا ملک قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس رپورٹ میں جا بجا پاکستان کا ذکر کیا گیا ہے کہیں اسامہ بن لادن کے ساتھ اس کا تعلق جوڑا گیا ہے اور کہیں پاکستان کے دہشت گرد ہونے کا یہ ثبوت فراہم کیا گیا ہے کہ کشمیری پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگاتے ہیں۔ رپورٹ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ امریکہ کو دہشت گردی کا جن علاقوں سے خطرہ ہے وہ جنوبی ایشیا اور مشرق وسطیٰ ہیں۔ ان علاقوں میں دہشت گرد حاکموں کی سرپرستی میں رہتے ہیں اور یہیں سے بے دھڑک دہشت گردی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ دہشت گردوں کو عوام اور حکومت کی ہمدردیاں حاصل ہیں اور حکومتیں دہشت گردوں سے سیاسی اور دوسرے مفادات حاصل کرتی ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اسی رپورٹ میں یہ اعتراف بھی کیا گیا ہے کہ پاکستانی حکومتوں نے بعض دہشت گردوں کی گرفتاری اور ان کی امریکہ منتقلی کے ضمن میں غیر معمولی اور ٹھوس تعاون کیا ہے۔ کھٹمنڈو ہوائی اڈے سے اغوا ہونے والے بھارتی طیارے کو افغانستان کے کھاتے میں ڈال دیا گیا ہے حالانکہ جب طیارہ قندھار کے ہوائی اڈے پر اغوا کنندگان سے چھڑا لیا گیا تھا تو خود بھارت نے افغانستان کا شکریہ ادا کیا تھا اور سرکاری طور پر اعلان کیا گیا تھا کہ افغانستان نے جہاز اور مسافروں کو رہا کروانے میں بہت تعاون کیا ہے اور ان کی شاندار حکمت عملی سے طیارے اور مسافروں کو کوئی گزند نہیں پہنچا۔ کشمیر میں ریاستی سطح پر ہونے والی دہشت گردی کو مکمل طور پر نظرانداز کرتے ہوئے دہشت گردی کے حوالے سے بھارت کے رول کو بڑا مثبت اور قابل تحسین قرار دیا گیا۔

قارئین کرام! یہ محض اتفاق نہیں بلکہ طے شدہ حکمت عملی کا حصہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ایک ایسی رپورٹ جاری کی گئی جس سے پاکستان عالمی امن کا دشمن اور دہشت گردوں کی جنت کے طور پر نمایاں ہوتا ہے اور جس کے خلاف عالمی سطح پر سخت اقدام ناگزیر ہو چکا ہے۔ پھر پاکستان میں امریکی سفارت خانے سے ایک بیان جاری کروایا گیا جس میں جنوبی ایشیا کے بارے میں اپنا ایجنڈا سامنے لایا گیا ہے۔ امریکہ کو ایسا مستحکم جنوبی ایشیا درکار ہے جس کی آپس میں سرحدیں کھلی ہوں اور منڈی مشترکہ ہو۔ امریکہ چاہتا ہے کہ جنوبی ایشیا میں مقامی اور وسطی ایشائی ذخائر سب کے لئے دستیاب ہوں' جہاں فوجیں ایک دوسرے کے خلاف جنگ اور ہتھیاروں کے منصوبے بنانے کی بجائے مل جل کر علاقائی مسائل حل کر رہی ہوں۔

کراچی میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کچھ اسی طرح کے خیالات کا اظہار امریکی قونصلیٹ جنرل جان بینٹ نے کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پاکستان دہشت گردی کے مسئلے پر مکسڈ سگنل بھیج رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔ البتہ یہ بات الگ ہے کہ اس تقریب میں وزیر داخلہ جنرل (ر) معین الدین حیدر نے جو منہ توڑ جواب دیا ہے وہ اس اعتبار سے لائق تحسین ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں آج تک کسی حاکم نے امریکہ کے کسی معمولی سطح کے سرکاری افسر کو بھی نہیں دیا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ نے مکسڈ سگنل بھیج کر پاکستان کو افغانستان میں الجھایا۔ پاکستان نے مکمل طور پر جانبدار ہو کر امریکہ اور افغانستان کا ساتھ دیا اور امریکہ کے دشمن سوویت یونین کو پارہ پارہ کرنے میں اہم

رول ادا کیا۔ لیکن امریکہ نے اپنا مطلب نکال کر آنکھیں پھیرلیں۔ ایک دوست کی حیثیت سے امریکہ کی اخلاقی ذمہ داری تھی کہ وہ افغانستان کی تعمیر نو میں حصہ لیتا' افغانیوں کو جنگ کی تباہ کاریوں سے عہدہ براہونے کے لئے مدد فراہم کرتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جنگ میں امریکی پارٹنر ہونے کی وجہ سے پاکستان کو منشیات' دہشت گردی اور کلاشنکوف کلچر جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ امریکہ نے سویت یونین اور کمیونزم کے انہدام کو اپنی شاندار تاریخی کامیابی قرار دیا۔ بعد ازاں ایسے اقدام کئے جن سے افغانستان میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اور پاکستان کو نیو کلر پروگرام کی سرخ بتی عبور کرنے کے جرم میں پریسلر ترمیم کی سولی چڑھا دیا۔ انہوں نے کہا کہ صدر کلنٹن اور کراچی کے امریکی قونصلیٹ جنرل پاکستان کے بارے میں ایک جیسی زبان استعمال کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں امریکہ کی مدد سے تیار ہونے والے مجاہد جو اپنی شاندار کارکردگی کا مظاہرہ سویت یونین کے خلاف کر چکے تھے' جب انہوں نے کشمیر کے جہاد حریت میں حصہ لیا تو امریکہ کو یہ مجاہد دہشت گرد نظر آنے لگے۔ پاکستان کے خلاف دہشت گردوں کو برداشت کرنے کا الزام امریکہ صرف اس لئے لگا رہا ہے تاکہ جہادی تنظیموں' دینی اداروں اور حکومت کے مابین کشمکش پیدا کر سکے اور پاکستان غیر مستحکم اور کمزور ہو کر امریکہ کی ہاں میں ہاں ملائے اور بھارت کی بالادستی کو قبول کرے۔ انہوں نے کہا کہ ایسے وقت میں جب بھارت آزاد کشمیر میں بلا اشتعال فائرنگ کر رہا ہے' اس کے طیارے ہمارے فضائی حدود کی خلاف ورزی کر رہے ہیں' پاکستان کو مطعون کرنے اور مکسڈ سگنل بھیجنے کا مرتکب قرار دینے کا اس کے سوا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ امریکہ پاکستان کو بھارت سے سزا دلوانے کا تہیہ کر چکا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کمیونزم کے انہدام' سویت یونین کی شکست و ریخت اور روس (جو ایک نئے ملک کی حیثیت سے وجود میں آیا تھا) کے امریکہ کے سامنے سربجود ہونے کے بعد امریکہ نے اکیسویں صدی کے لئے چین اور بنیاد پرست مسلمانوں کو اپنا دشمن قرار دیا ہے۔ پہلے چین میں جمہوریت کے نام پر فتنہ اٹھانے کی کوشش کی گئی لیکن جب چین اس کی سختی سے سرکوبی کرنے میں کامیاب ہو گیا تو چین کے بارے میں اپنی حکمت عملی میں یکسر تبدیلی کر لی۔ چین کو تجارتی اور اقتصادی لحاظ سے پسندیدہ ترین ملک قرار دیا گیا۔ اسے ایسی تجارتی مراعات پیش کی گئیں جن سے چین کو زبردست مالی فائدہ ہو۔ اس سے دو فائدے حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اوّلاً یہ کہ چین ایسی مراعات کا عادی ہو جائے اور ثانیاً یہ کہ چین کے اندرونی معاملات میں دخیل ہونے کی پوزیشن حاصل کی جا سکے۔ یعنی زہر کی گولی شیرینی چڑھا کر پیش کی گئی' لیکن ابھی تک چین بڑی ہوشیاری سے کام لے رہا ہے اور شیرینی چاٹ کر زہر کی گولی پھینک دیتا ہے۔ دوسری طرف امریکہ پورے جنوبی ایشیا کے ممالک کو ایک یونٹ بنا کر اور بھارت کو یونٹ انچارج بنا کر چین کے گرد ایک حصار قائم کرنا چاہتا ہے۔ امریکہ یہ حصار فرسٹ لائن آف ڈیفنس کے طور پر قائم کرنا چاہتا ہے۔ وہ کشمیر کو مکمل آزاد اور خود مختار ریاست بنا کر اپنی بالفعل اور عملی موجودگی بھی چاہتا تھا تاکہ موقع پر خود نگرانی کرے لیکن اس کے لئے بھارت تیار نہیں۔ اور بھارت کو ہر سطح پر راضی رکھنا اب امریکہ کی خارجہ پالیسی کا طے شدہ معاملہ ہے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ چین جس نے بین البراعظمی ایٹمی بلاسٹک میزائل تیار کر لئے ہیں' اسے اپنے علاقے میں الجھا دیا جائے اور اس کی توانائیوں کا بڑا اور اہم حصہ علاقے ہی میں صرف ہو جائے اور نیویارک اور واشنگٹن اسے بہت دور محسوس ہوں۔ وہ بھارت کو سلامتی کونسل کی مستقل سیٹ دلا کر اسے ہر سطح پر چین کے مساوی لانا چاہتا ہے۔ امریکہ چین کی اقتصادی حالت بھی ایک سطح پر لا کر پھر اس پر سٹرائیک کرنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکی سرمایہ کار بھارت میں اندھا دھند سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ دو سو بڑے بڑے سرمایہ کار تو صدر کلنٹن امریکہ سے اپنے ساتھ لائے تھے اور پاکستان آتے وقت انہیں بھارت میں چھوڑ آئے تھے۔

امریکہ دوسرا اور بڑا خطرہ مسلم بنیاد پرستوں کو قرار دیتا ہے' عجیب بات یہ ہے کہ چند گنتی کے مسلمان ممالک کو چھوڑ کر باقی عالم اسلام کے تمام ممالک کے حکمران دن رات امریکہ کے حضور کورنش بجالا رہے ہیں لیکن امریکی مطمئن نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان مسلمان ممالک کے عوام امریکہ کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ وہ امریکہ کو اپنا دوست تسلیم کرنے پر تیار نہیں بلکہ اسے محض اپنے ان حاکموں کا دوست اور مربی سمجھتے ہیں جو اپنی عوام سے کسی طرح بھی اچھا سلوک نہیں کر رہے۔ پھر ان اسلامی ممالک میں زیر زمین اور کھلم کھلا بھی ایسی تحریکیں موجود ہیں جو اسلام کے غالب نظام ہونے کی قائل ہیں اور مغربی نظام کو یکسر مسترد کرتی ہیں۔ ایسے اسلامی ممالک میں پاکستان نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے۔

آگے بڑھنے سے پہلے یہاں یہ جان لینا از حد ضروری ہے کہ یہودی ''امریکی معیشت'' اور ''ذرائع ابلاغ'' پر اتنا مؤثر کنٹرول رکھتے ہیں بلکہ صحیح تر الفاظ میں ان دونوں شعبہ جات کو مکمل طور پر اپنے شکنجے میں لے چکے ہیں کہ کوئی امریکی صدر یہودیوں اور اسرائیل کے مفادات کے خلاف کچھ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اسرائیل جس کی جغرافیائی حدود بڑی محدود ہیں اور آبادی بڑی قلیل ہے' بہت سے مسلمان عرب ممالک میں گھرا ہوا تھا۔ یہودیوں نے بڑی چالاکی اور عیاری سے اور اس قبضہ کی بدولت جو اسے امریکی معیشت اور ذرائع ابلاغ پر حاصل ہے' اسرائیل کی حفاظت اور سیکیورٹی کو امریکہ کا مسئلہ نمبر ایک بنا دیا ہے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ۱۹۷۳ء کی جنگ میں جب مصر نے ابتدائی کامیابیاں حاصل کر لیں تھیں امریکہ مکمل طور پر جنگ میں کود پڑا اور اسرائیل اور امریکہ کے درمیان ہر قسم کی امداد کا فضائی پل قائم کر دیا گیا تھا یعنی اسرائیل کی حفاظت اسے نیویارک اور واشنگٹن کی طرح مطلوب ہے۔ لہٰذا امریکہ نے اپنی بے پناہ قوت اور سفارتی توانائیاں صرف کر کے بہت سے مسلمان عرب ممالک کو حکماً اسرائیل کا دوست بلکہ تابع بنا دیا ہے یعنی اکثر عرب ممالک کے حکمرانوں کے اقتدار کا انحصار اب ان کے اسرائیل کے ساتھ رویئے پر ہے۔ وہ مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کی بالادستی عملاً قبول کر چکے ہیں۔ ۱۹۹۹ء میں خلیج کی جنگ کے دو مقاصد سامنے آئے ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں تیل کے ذخائر پر کنٹرول اور اسرائیل کی حفاظت کے لئے علاقے میں امریکی فوج کی موجودگی۔ اس پس منظر میں ایک اسلامی ملک کا ایٹمی صلاحیت کا حامل ہو جانا امریکہ کو کس طرح گوارا ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس ملک کے عوام یہودیوں کے خلاف زبردست جذبہ بھی رکھتے ہوں۔ امریکہ اچھی طرح جانتا ہے کہ عربوں نے اسرائیل کو دلی طور پر دوست تسلیم نہیں کیا بلکہ یہ دوستی جبر سے نافذ کی گئی ہے۔ لہٰذا ایک ایسے ملک کا ایٹمی اسلحے سے لیس ہو جانا جہاں کے عوام یہودیوں کے خلاف اور عربوں کے حق میں شدید جذبات رکھتے ہیں کسی وقت اسرائیل کے لئے قیامت ڈھا سکتا ہے لہٰذا ہماری اس ایٹمی صلاحیت کے خاتمے کے لئے کبھی C.T.B.T اور N.P.T کا پھندا تیار کیا گیا۔ ہمیں پیار اور محبت سے سمجھایا گیا' ہمیں فراخدلی سے قرضوں کی پیشکش ہوئی' انہیں ری شیڈول بھی کر دیا گیا لیکن اب جبکہ حکومت پاکستان نے ایٹمی صلاحیت سے محروم ہونے سے صاف انکار کر دیا ہے تو امریکہ نے بھی محبت کا میک اپ اتار دیا ہے اور وہ دھمکیاں دے رہا ہے کہ پاکستان اس کے ایجنڈے کی تکمیل میں حائل ہوا تو تباہ و برباد ہو جائے گا۔

پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنے سے امریکہ دونوں مقاصد پورے ہو جائیں گے۔ علاقے میں اسے بھارت کی بالادستی قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں رہے گا۔ اور وہ چین کے گھیراؤ کی پالیسی میں بھارت کا جونیئر پارٹنر بن کر علاقے میں امریکی مقاصد کی تکمیل کرے گا۔ علاوہ ازیں وہ مذہبی بنیادوں پر اسرائیل کے خلاف عربوں کی مدد

(باقی صفحہ ۵ پر)

افغانستان کی تعمیر نو — وقت کی اہم ضرورت!

از قلم: محمد رشید عمر فیصل آباد

امریکہ کی طرف سے پاکستان اور افغانستان کے علاقوں کو دہشت گردی کے مراکز قرار دینے کی کوششوں کے بے شمار مذموم مقاصد ہیں۔ البتہ ایک بہت ہی گھناؤنا مقصد خوف کی فضا پیدا کر کے اس علاقے کی اقتصادی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنا ہے۔ بالخصوص افغانستان جہاں قرآن و سنت پر مبنی نظام حکومت قائم ہے' اس کا وجود ان کے لئے ناقابل قبول ہے۔ امن و امان کو غیر یقینی بنانے کے لئے ایک طرف طالبان مخالف اتحاد کو ڈالروں اور اسلحہ کی کھلی امداد جاری ہے جس کے بل بوتے پر وہ آئے دن طالبان سے ٹکراتے رہتے ہیں۔ دوسری طرف اُسامہ کے مسئلہ کو اُچھال کر میزائل حملوں کا جواز حاصل کرتے رہتے ہیں۔

افغانستان میں معدنی وسائل اور صنعت کاری کے بے شمار مواقع موجود ہیں۔ جس قسم کا اعلیٰ امن و امان طالبان حکمرانوں نے زیر کنٹرول نوے فیصد سے زیادہ علاقہ پر قائم کر رکھا ہے' اگر اس پر سے گمراہ کن پروپیگنڈے کے ذریعے پھیلائے گئے خوف کو ختم کر دیا جائے تو مسلمان ممالک کے بے شمار سرمایہ کاروں اور صنعت کاروں کا رخ اس کی طرف ہو جائے۔ اور بہت تھوڑے عرصہ میں جنگی تباہ کاریوں کا شکار یہ ملک مثالی امن کے ساتھ بہترین معیشت کا نمونہ بھی بن جائے لیکن اسلامی نظامِ حکومت کے تحت ترقی کرتا ہوا یہ ملک انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ اسی لئے خوف کی فضا پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اقوام متحدہ کی طرف سے پابندیاں بھی لگوائی گئیں ہیں۔ اتنی مخالفت کے باوجود افغان معدنی وسائل جس میں شبرغان میں نکلنے والے تیل (جس کی کوالٹی Crude شکل میں اتنی اعلیٰ ہے کہ اس کو بسوں میں اور ٹرکوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے) کے ذخائر بھی شامل ہیں۔ غیر مسلم ممالک جن میں فرانس' یونان' ارجنٹائن اور امریکہ وغیرہ شامل ہیں' ان کی طرف سے فیکٹریاں لگانے کی انتہائی پر کشش پیشکشیں موجود ہیں۔ لیکن طالبان یورپی استعمار سے ایک دفعہ ڈسے جانے کے بعد اس کام کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلم ممالک کے لوگ بالخصوص پاکستان کے لوگ آگے آئیں اور افغانستان میں سرمایہ کاری کریں۔ افغانستان میں اس وقت تقریباً پونے تین کروڑ لوگ آباد ہیں جن کے لئے روزگار کے مواقع فراہم کرنا افغان حکمرانوں کی ذمہ داری ہے۔ لیکن تباہ شدہ ملک کی اقتصادی حالت اس قابل نہیں کہ افغان حکمران خود سے تعمیر نو کا کام مکمل کر سکیں اور اگر مسلمان ممالک کے سرمایہ کار مسلم دشمن قوتوں کی طرف سے پھیلائے گئے خوف کی وجہ سے سرمایہ کاری سے جھجکتے رہے تو افغان حکمران یورپی اقوام کو اجازت دینے پر مجبور ہو جائیں گے پھر وہ جو گند گھولنے کا کام شروع کریں گے اس کی ساری ذمہ داری امت مسلمہ پر ہوگی۔ لہٰذا وقت کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمان ملک صنعت کار اور سرمایہ دار امت مسلمہ کے وسیع تر مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے آگے بڑھیں اور ایک خالص اسلامی ریاست کی تعمیر نو میں بڑھ چڑھ کر حصہ ڈالیں۔ اس سے پہلے کہ وہ پھر سے دجالی فتنہ کا شکار ہو جائے۔

ندائے خلافت

بقیہ : تجزیہ

کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہے گا اور امریکہ بھارت اور اسرائیل جیسے علاقائی تھانیداروں کے ذریعے عالمی بادشاہت کا حقدار ٹھہرے گا۔ یہ امریکہ کا اصل ایجنڈا ہے۔ پاکستان کی سابقہ حکومتیں اس امریکی ایجنڈے کے حوالے سے کیا کرتی رہیں' موجود حکومت کیا کر رہی ہے اور اسے کیا کرنا چاہئے اس پر ان شاء اللہ آئندہ بات ہوگی۔ OO

خبر نامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن' ۵ تا ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء

امارتِ اسلامیہ کا مقصد نفاذِ اسلام اور عوام کے معیار زندگی کو بہتر بنانا ہے

تاریخ گواہ ہے کہ حریت اور استقلال افغان قوم کا مزاج ہے اور رہے گا' افغانوں نے ہمیشہ اسلامی اور قومی شجاعت کے بل بوتے پر دشمنوں کو عبرتناک شکست سے دوچار کیا ہے جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ان خیالات کا اظہار ننگرہار کے گورنر مولوی عبدالکبیر نے گورنر ہاؤس کے کانفرنس ہال میں مشرقی افغانستان کے اقتصادی حالات پر منعقد ہونے والے ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ امارت اسلامیہ کے قیام کا مقصد اسلامی نظام کا نفاذ اور عوام کا معیارِ زندگی بلند کرنا ہے۔ جس کے لئے ہمیں معاشرے سے فساد کو ختم کرنا ہو گا۔ انہوں نے کہا اسلامی نظام کی پختگی اور اسلام دشمن عناصر کی سرکوبی کے لئے ہمیں پختہ عزائم رکھنے ہوں گے۔ عالمی استعماری طاقتیں امارت اسلامیہ کو ختم کرنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قوم کی حمایت' علماء کرام اور حقیقی مجاہدین کی قدر دانی ہماری کامیابی کے اہم اسباب ہیں۔ اس لئے ہمیں ہر مجاہد' عالم اور قومی سربراہ کی قدر کرنی چاہئے۔ بعد ازاں کنڑ کے گورنر مولوی عبدالهادی اخند زادہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ قیادت کی ذمہ داری ایک آزمائش ہے اور اس آزمائش میں کامیابی کے لئے اطاعت اور دیگر امور میں ہدایات کے مطابق عمل کرنا ہماری کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔

کابل : بگرام کے علاقے میں مخالفین کا حملہ پسپا

کابل کے شمال میں واقع بگرام کے علاقے میں مخالفین کا حملہ پسپا کر دیا گیا اور جوابی حملے میں دشمن کو زبردست نقصان اٹھانا پڑا۔ فرنٹ لائن کے کمانڈر ملا محمد جهادی نے بتایا کہ مخالفین کو اس حملے میں بے حد جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ انہوں نے کہا کہ مجاہدین کے حوصلے بلند ہیں اور ان کو ہر قسم کے حملے کا منہ توڑ جواب دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے ان خبروں کی تردید کی کہ طالبان نے مخالفین پر بڑا حملہ کیا ہے۔ ملا محمد جهادی نے اقوام متحدہ اور سیکورٹی کونسل پر بھی شدید تنقید کی کہ وہ ایک طرف طالبان کو حملے نہ کرنے کی دھمکی دیتا ہے اور دوسری طرف باغیوں کے حملوں پر خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔

کنڑ : اسعد آباد میں شعبہ سائنسی علوم کا قیام

کنڑ کے مرکز اسعد آباد میں ایک ہائی سکول میں شعبہ سائنسی علوم قائم کر دیا گیا۔ اس موقع پر جلسہ سے محکمہ تعلیم و تربیت کنڑ کے سربراہ مولانا عبداللہ حقانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امارت اسلامیہ سیاسی علوم کو ترقی دینے کے لئے بھی کوشاں ہے۔ مولوی نجیب اللہ کبیری مرکزی مسئول شعبہ سائنسی علوم نے اپنے خطاب میں کہا کہ امارت اسلامیہ سکولوں میں شعبہ سائنس قائم کرنے کو مفید سمجھتی ہے اور یہ شعبہ اسی سلسلے کی کڑی ہے جو آئندہ بھی چلتا رہے گا۔

ہمیں آج روایتی دین کی نہیں حقیقی دین کی ضرورت ہے

تنظیم اسلامی کے حالیہ سالانہ اجتماع (اپریل ۲۰۰۰ء) میں مولانا غلام اللہ حقانی کا اظہارِ خیال

﴿ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾

اس آیت کریمہ سے متعلق کل اجتماع کے افتتاحی پروگراموں میں ایک بات چلی ہے۔ نائب امیر تنظیم اسلامی پاکستان حافظ عاکف سعید صاحب نے بھی ترجمہ و مختصر تشریح کے دوران اس کے متعلق چند جامع ترین جملے کہے تھے۔ پھر رات کو امیر محترم کے بیان کا Climax یا ان کے خطاب کا جامع خلاصہ اسی آیت کریمہ کا مضمون تھا۔ آج میں بھی چاہوں گا کہ اسی آیت کے مضمون کو ایک اور زاویئے سے بیان کروں اور اس پر آپ لوگوں سے مخاطبہ کروں۔ یہ آیت کریمہ میرے خیال میں حزب اللہ' جو کہ تنظیم اسلامی کی شکل میں اب ابھر کر سامنے آرہی ہے' اس وقت حالات کی سنگینی کے پیش نظر اس کے وجود کیلئے' اس کی بقاء کیلئے اور اس کی کامیابی و کامرانی کے لئے بیش قیمت عطیہ خداوندی ہے۔ آیت کے مضمون پر گفتگو کرنے سے پہلے آج کی نشست کیلئے جو اس موضوع کا انتخاب کیا گیا ہے' اس کا پس منظر بھی سمجھ لیجئے۔ اکثر و بیشتر مجھے تنظیم اسلامی کے پروگراموں میں شرکت کرنے اور بولنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ ویسے تو ہر پروگرام میں سوال و جواب کی نشست ہوا کرتی ہے' جس میں عوام الناس اور رفقاء تنظیم کی طرف سے سوالات پیش ہوتے ہیں' لیکن ایک سوال' جو رفقاء کی طرف سے بالخصوص آتا ہے' یہ کہ باوجود اس کے کہ ہمارا پروگرام خالص اصولی اسلامی انقلابی پروگرام ہے جس میں فرائض دینی کے جامع تصور سے لے کر دین و مذہب کے جامع ترین فرق تک اور بیعت کی بنیاد پر اسلامی تنظیم جماعت سے لے کر سیرت النبیؐ سے اخذ شدہ انقلابی طریقہ کار تک موجود ہیں' لیکن اتنے بڑے جامع اور صائب پروگرام کے ہوتے ہوئے بھی ۲۰' ۲۵ سال میں ہماری افرادی قوت نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو یا تو دین کے کسی جزو کو لے کر چلتے ہیں یا دین کا ایک مسخ شدہ ڈھانچہ ہے جسے چند سکہ بند تقویٰ داروں نے سہارا دے رکھا ہے ان کی تحریکات ایک طرف تو عوام الناس میں مقبول ہیں اور دوسری طرف روز بروز ان کی افرادی قوت بھی بڑھ رہی ہے۔ سالانہ اجتماع کے اس اہم موقع پر میری اس وقت کی گفتگو کا عنوان دراصل اسی سوال کا جواب ہے۔

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے میں چاہوں گا کہ پہلے ان تحریکات کا ایک مجموعی جائزہ پیش کروں تاکہ معلوم ہو جائے کہ کیا واقعتاً وہ تحریکات دینی تحریکات ہیں۔ کیا وہ جس پروگرام کی دعوت دے رہے ہیں وہ واقعتاً وہ پروگرام ہے جس کی طرف انبیاء اور بالخصوص محمد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا تھا۔ بطور طوطیہ اور تمہید میں اس جائزہ کو اس حدیث سے شروع کرتا ہوں جس میں آپؐ نے فرمایا کہ: ((بَدَءَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَءَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ)) یعنی اسلام اجنبی حالت میں شروع ہوا اور پھر وہ پہلے کی طرح اجنبی ہو جائے گا' پس مبارک ہے اجنبیوں کیلئے۔ دور سے دیکھا جائے تو آج دوبارہ تاریخ وہیں لوٹ آئی ہے جہاں سے وہ شروع ہوئی تھی۔ آج ایک دین وہ ہے جو قرآن میں محفوظ ہے اور دوسرا دین وہ ہے جو مسلمان کے درمیان پایا جاتا ہے۔ جو دین کتاب ہے وہ ماحول کے اندر اس طرح اجنبی بن گیا ہے جس طرح وہ ۱۵ سو سال پہلے اجنبی تھا۔ جبکہ دین سماج مکمل طور پر ایک ایسا منظم ادارہ بنا ہوا ہے جس طرح قدیم زمانے میں یہودیت تھی۔ اس تناظر میں جب دیکھا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ جو مذہبی تحریکیں ہیں وہ دین کتاب کی سطح پر قائم نہیں بلکہ دین سماج کی سطح پر قائم ہیں۔ صورتِ حال یہ ہے کہ آج ایک طرف اسلام میں ایسی گدیاں بن چکی ہیں جس طرح وہ پہلے یہودیت میں پائی جاتی تھی۔ اسلام اب ایک ایسا نام بن گیا ہے جس کے اوپر چندے اور عہدے ملیں' جس کے نعرے پر عوام کی بھیڑ جمع کی جاسکے' جس کی بنیاد پر شخصیتیں بنیں اور قیادتیں ابھریں۔ اسلام آج ایک ایسا عنوان ہے جس کے سہارے ادارے قائم ہوں۔ گویا اسلام آج ہر اعتبار سے ایک عظیم ترین مارکیٹ ہے جس سے وہ تمام مادی فائدے حاصل کئے جاسکتے ہیں جو دنیا کے عام بازاروں سے کسی کو حاصل ہوتے ہیں۔

دوسری طرف دین کتاب اجنبی ہو چکا ہے۔ کوئی شخص اگر اس کتاب والے دین کو اپنائے تو وہ فوراً محسوس کرے گا کہ وہ اپنے ماحول کے درمیان اجنبی ہو چکا ہے۔ لہٰذا وہ بڑی بڑی دینی مجالس میں شرکت کیلئے نااہل ہو گا' ان سے گہرا تعلق رکھنے کے باوجود اس کو قرآنی جشن کی صدارت کے لئے نہیں بلایا جائے گا۔ مخلص اور متقی ہونے کے باوجود اس کا شمار بزرگوں میں نہیں ہو گا۔ خدا اور رسول کی خاطر اپنی زندگی وقف کر دینے کے باوجود اس کو کسی بیان کا اہل نہیں سمجھا جائے گا۔ اور ان سب کی وجہ یہ ہو گی کہ وہ آدمی جس دین پر قائم ہے وہ کتاب و سنت والا دین ہے۔ لوگ دین کے نام سے جس چیز سے واقف ہیں وہ کچھ خارجی نقشے ہیں' نہ کہ گہری ربانی حقیقتیں۔ اب جس تحریک کا مزاج دین سماج ہو اسے عوام میں مقبولیت حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آسکتی۔ لیکن وہ تحریک جو دین کتاب پر اپنی بنیاد رکھنے کی داعی ہو۔ اس کیلئے افرادی قوت کا حصول اگر ناممکن اور محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس لئے کہ ایسے ماحول میں جہاں مذہبی تحریکات مفادات کی بنیاد پر قائم ہوں وہاں دین کتاب کو قبول کرنا ماحول کے اندر بے قیمت ہونے کے ہم معنی ہوتا ہے۔ دین سماج سے وابستہ ہو کر آدمی کے تمام مفادات بھی محفوظ ہو جاتے ہیں اور وہ سماج کا ایک معزز رکن بھی بن جاتا ہے' جبکہ دین کتاب کو اختیار کرتے ہی وہ ایک ایسی تحریک کا فرد بن جاتا ہے جس کی حیثیت سماج کے اندر ابھی مسلم ہی نہیں۔ ایسا کرتے ہوئے وہ شخص تعصبات کے پردہ کو چاک کرے گا جو کہ مشکل کام ہے۔ وہ مفادات اور مصلحتوں کو نظرانداز کرے گا جو کہ کٹھن کام ہے۔ وہ اپنے خاندان' اپنے قبیلہ اور اپنی قوم حتیٰ کہ اپنے معاشرہ سے کٹ کر اکیلا رہ جائے گا جو کہ پرخطر کام ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس قسم کے افراد کا اپنی قدیم روایات سے دور رہنا بہت ہی مشکل ہے جہاں ان کا دین بھی پھیل رہا ہو اور ان کے دنیاوی دھندے بھی قائم ہوں۔ جہاں ان کے بینک بیلنس' عہدے' ملازمتیں' کار' بنگلے اور کوٹھیاں بھی بن رہی ہوں اور جنت الفردوس کی Reserration بھی ہو رہی ہو' کیونکہ اس عمل میں جس میں تحریکات کی افرادی قوت بڑھتی رہتی ہے۔ لوگوں کے سامنے پوری بات نہیں رکھی جاتی۔ لوگوں کو نہیں بتایا جاتا۔ ﴿ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴾ لوگوں کو نہیں بتایا جاتا کہ

اس راہ میں جو سب پہ گزرتی ہے تو گزری
تنہا پس زنداں کبھی رسوا سر بازار
گرجے ہیں بہت شیخ' سرگوشہ منبر
کڑکے ہے بہت اہل حکم بر سر دربار

لوگوں کے سامنے مذہب کے ایک روایتی پہلو کو پیش کیا جاتا ہے۔ وہ پہلو جو نہ کسی کاروبار کو Disturb کرتا ہو' نہ کسی کی خرمستیوں اور بدمعاشیوں پر قدغن لگاتا ہو' نہ معاش اور معاشرت کی حرام کاریوں کو متاثر کرتا ہو۔ گویا دین لوگوں کے سامنے دینوی سانچے میں ڈال کر پیش کیا جاتا

ہے۔ اس لئے اس کا لوگوں میں مقبول ہو جانا ایک بدیہی امر ہے۔ اس کو آپ ایک مثال کے ذریعہ سمجھ لیں۔ مہاتما گاندھی بھی سوشلزم کو مانتے تھے اور کمیونسٹ بھی۔ فرق یہ تھا کہ کمیونسٹ جبری سوشلزم کے قائل تھے اور گاندھی جی اختیاری سوشلزم کے قائل تھے۔ کمیونسٹوں کا سوشلزم عوام میں پھیل گیا۔ جبکہ گاندھی جی کی سوشلزم کو چند ہی لوگ قبول کر سکے۔ وجہ بالکل سادہ ہے' کمیونسٹوں کا نظریہ عوام کی فکری سطح سے قریب تھا۔ اس کے برعکس گاندھی جی کا نظریہ نسبتاً زیادہ بہتر ہونے کے باوجود عوام کیلئے ناقابل فہم تھا۔ اس کو صرف وہی لوگ سمجھ سکتے تھے۔ جو مسائل پر زیادہ گہرائی کے ساتھ سوچتے ہوں۔ یہی صورتحال مذہب کے ساتھ بھی پیش آئی ہے۔ دین کو دینوی زندگی کے ضمیمہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ایسے میں اگر کوئی مذہبی تحریک عوام میں مقبول ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ صداقت پر مبنی ہے' بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عوام کی فکری سطح سے قریب ہے۔ قدیم مکہ میں جن لوگوں نے نماز کا مطلب یہ بتایا کہ بیت اللہ میں جمع ہو کر تالی پیٹیں اور سیٹی بجائیں۔

﴿ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً ﴾

جنہوں نے خدا پرستی کا کمال یہ بتایا کہ حاجیوں کو پانی پلایا جائے اور مسجد حرام کی خدمت کی جائے۔

﴿ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾

اس قسم کی مذہبی تحریک کو عوامی مقبولیت حاصل کرنے میں دیر نہیں لگتی اس لئے کہ اس میں لوگ اپنے مقررہ دینوی ڈھانچہ کو توڑے بغیر شامل ہو سکتے ہیں۔ دین ان کو ٹھیک اسی سطح پر مل رہا ہوتا ہے جس سطح پر وہ خود پہلے سے ہیں جو مذہب زدہ اور ؟؟ پر جنت کا ٹکٹ دیتا ہے۔ وہ بہت جلد لوگوں کی حمایت حاصل کرے گا۔ مگر جو مذہب یہ بتاتا پھرے کہ حرام مال کا صدقہ بھی حرام ہے۔ تو وہ معقول ہونے کے باوجود بھی غیر مقبول ہو گا۔ جو مذہب کشف و کرامت کی داستانوں کا مجموعہ ہو۔ اس کی طرف عوام دوڑ پڑیں گے' مگر جس تحریک کی بنیاد سورۃ العصر جیسی انقلابی سورۃ پر ہو۔ اسے قرآنی پروگرام تسلیم کرتے ہوئے بھی لوگ آگے بڑھ کر نہیں لیں گے۔ اب اس پریشان کن صورتحال میں ہمارے لئے کرنے کا کام وہی ہے جو اس آیت کریمہ کا مضمون ہے یعنی اس کام کے جملہ پر صعوبت مراحل میں خواہ وہ دعوت و تبلیغ اور تشہیر و ترویج کا مرحلہ ہو' خواہ نظریاتی رفقاء کو جمع کرنے اور ان کی تربیت کا مرحلہ ہو' خواہ وہ اس عمل کے چوٹی کا Task قتال فی سبیل اللہ ہو' کسی کی انفرادی قوت بڑھی ہوتی ہو تب بھی' کسی کے اجتماع میں ۳۵ لاکھ کا مجمع ہو تب بھی' کسی نے ۵۰ لاکھ فارم رکنیت سازی Fill کی ہو تب بھی' اور حرف آخر کے طور پر اس کو مزید مبرہن کرنے کیلئے میں تنظیم اسلامی کے تاسیس کے موقع پر مولانا عبدالغفار حسن صاحب کی تقریر کا اقتباس پیش کروں گا:

"یہ کام اس اعتبار سے مشکل کام ہے کہ بسا اوقات اس راہ کی مسلسل جدوجہد کا کوئی محسوس نتیجہ برآمد ہوتا نظر نہیں آتا اور انسان کو کمال صبر و استقامت کے ساتھ اپنی محنت کے نتائج و ثمرات سے بالکل بے نیاز ہو کر کام کئے جانا پڑتا ہے۔ پس یہی اس راہ کے ہر مسافر کا ماٹو ہونا چاہئے اور اگر اس کے ذریعے اللہ ایک فرد بشر کو بھی سیدھی راہ پر لے آئے۔ تو اسے چاہئے کہ اس بات کو واقعتاً ایک بے بہا دولت تصور کرے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر ہمارے قلب و نظر کی کیفیت فی الواقع یہ نہ ہو جائے تو اس راہ میں ثابت قدم رہنا محال ہو"۔

اللہ ہمیں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نقطہ نظر

"جناب پرویز مشرف صاحب! وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں"

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

تحریر: کے پی ملک' سرگودھا

زمانہ کتنا بدل گیا ہے اچھے وقتوں میں کسی کو جھوٹ بولنا پڑ ہی جاتا تو وہ اپنے اندر ندامت ضرور محسوس کرتا۔ اب اسے کوئی برائی ہی نہیں سمجھتا ندامت کیسے ہو ــــــ حکومت وقت کے اس اعلان سے کہ سرکاری محکموں کی حد تک کرپشن ختم ہو گئی ہے اور یہ کہ ملکی معیشت بھی سنبھل گئی ہے اتنا ہی بھونڈا جھوٹ ہے جتنا یہ کہ جنرل صاحب نے صدر کلنٹن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حقیقت حال واضح کر دی اور کوئی لگی لپٹی نہیں رکھی۔ بھائی جس پر خود حقیقت حال واضح نہ ہو وہ کسی پر کیا واضح کرے گا۔ آئے دن بھارتی لیڈروں کے بیانات قوم کی نیندیں حرام کئے ہوئے ہیں اور ہمارے سپہ سالار اپنے لشکروں (Troops) کو اپنے حال پر بیرکوں میں چھوڑ کر افسروں کی فوج ظفر موج کے ساتھ شب و روز اندرونی حالات کو سدھارنے کا فلسفہ قوم کو سمجھانے میں برسرپیکار ہیں اور مفتوحہ علاقہ پر گرفت مضبوط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

کیا ہے کوئی جو اتنا سوچنے کی فرصت اور وقت نکال سکے کہ کون کس کے لئے کیا کر رہا ہے یہ ملک اللہ سبحانہ تعالیٰ نے معجزاتی طور پر ایک تحفہ عطا فرمایا تھا ان مفلس اور مخلص لوگوں کی دعاؤں اور قربانیوں کے صدقے میں' جن میں سے آج کسی کی بھی نہ کوئی کہانی ہے نہ نشانی۔ ؏

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

یہ ملک خداداد پاکستان سورماؤں کے لئے ایک آزمائش بھی تھی تاکہ اللہ تعالیٰ واضح کر دیں کہ وہ اپنی ذمہ داری کس دیانت داری سے نبھاتے ہیں۔ اس امانت خداوندی کے ساتھ کس پاسداری سے ایفائے عہد کے تقاضے پورے کرتے ہیں۔ اپنے وعدوں میں کہاں تک سچے ہیں وہ اللہ پاک کے کلمہ کو اونچا کرنے اور اللہ کی کبریائی کو قائم کرنے کے لئے کہاں تک پورا اترتے ہیں۔

مگر وائے بدبختی شروع دن سے آج تک اس ملک کی باگ دوڑ ان کے ہاتھ میں رہی ہے جن کی اس کاروبار میں کوئی Investment سرے سے ہی نہیں تھی۔ ان کو اصل زر بھی منافع ہی نظر آیا اور اسی انداز گلچھرے اڑاتے رہے۔ چاہے جنرل تھے یا سیاستدان (politicians) سب قبضہ گروپ کے رجسٹرڈ ممبر تھے اور ایک ہی قبیل کے لوگ۔

خدا تعالیٰ کے ہاتھ بڑے مضبوط ہیں اس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں' ہمارے طالع آزماؤں کو چاہئے تاریخ انسانی سے سبق سیکھیں اور اس مہلت کو غنیمت جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیں۔ اللہ کی کبریائی کو بالفعل قائم کرنے کا اعلان کریں۔ اللہ تعالیٰ کی بغاوت اور مخالفت سے توبہ کریں۔ امریکہ بلکہ ہر طاغوت کی پرستش سے باز آجائیں' سچی توبہ کر لیں اللہ تعالیٰ آج بھی اپنی مدد و نصرت فرما کر تباہی اور رسوائی سے بچا لیں گے۔

ابھی وقت ہے یہ مہلت ختم ہونے سے پہلے پہلے پرانی اور فرسودہ روی سے حاصل شدہ انسانی فلسفوں کے متلاشیوں سے چھٹکارہ حاصل کیجئے۔ اللہ اور اللہ کی کتاب کی طرف رجوع کیجئے۔ منہج نبویؐ سے اخذ شدہ فلسفہ کو اپنایئے' اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔

قرضوں کی جنگ (13)

اخذ و ترجمہ : سردار اعوان

انٹر نیشنل مانیٹری فنڈ (IMF) کا صدر دفتر واشنگٹن ڈی۔ سی میں واقع ہے سڑک کے پار ورلڈ بینک کا صدر دفتر ہے۔ یہ دونوں ادارے کیا ہیں اور کس کے تحت کام کرتے ہیں؟

یہ جاننے سے پہلے تھوڑی دیر کے لئے پہلی جنگ عظیم کے بعد کے حالات کی طرف آیئے : لوگ جنگ سے عاجز آ چکے تھے۔ دنیا کو پر امن بنانے کے بہانے بین الاقوامی بینکاروں نے اپنی طاقت مزید مستحکم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ منی چینجرز نے اس دعوے کے ساتھ کہ صرف بین الاقوامی حکومت ہی عالمی جنگوں کا قلع قمع کر سکتی ہے' عالمی حکومت کے قیام کا ڈول ڈالا۔ اسے انہوں نے تین ٹانگوں پر کھڑا کیا۔ ایک عالمی مرکزی بینک جس کا نام بینک فار انٹرنیشنل سیٹلمنٹس Fank for International Settlements (BIS) تجویز کیا دوسری عالمی جوڈیشری' جو عالمی عدالت کے نام سے ہیگ' نیدرلینڈ میں قائم کی جانی تھی اور تیسری "لیگ آف نیشنز" کے نام سے ایک عالمی مقننہ اور انتظامیہ۔ لیکن بین الاقوامی بینکاروں اور پریس کے شدید دباؤ کے باوجود مٹھی بھر امریکی سینٹروں نے امریکہ کو ان سکیموں سے دور رکھا۔ اگرچہ لیگ آف نیشنز کا منصوبہ ۱۹۳۰ء میں منظور کر لیا گیا تھا مگر امریکہ کی عدم شمولیت کے باعث وہ اپنی موت آپ مر گئی۔ امریکہ نے اگرچہ ۱۹۳۰ء ہی میں قائم ہونے والے عالمی مرکزی بینک (BIS) کی تجویز بھی رد کر دی تھی لیکن نیویارک فیڈرل ریزرو بینک امریکی حکومت کو نظر انداز کرتے ہوئے ۱۹۹۴ء تک سوئیزرلینڈر میں مرکزی بینکرز کے اجلاسوں میں اپنے نمائندے بھیجتا رہا اور بالآخر امریکہ کو گھیر گھار کر سرکاری طور پر اس میں لے آئے۔

(مرکزی یا بین الاقوامی بینکاروں سے مراد وہ اصل طاقت نہیں جس کے ہاتھ میں عالمی معیشت کی باگ ڈور ہے بلکہ ان سے مراد وہ کارندے ہیں جو اس نظام کو چلانے کیلئے تیار کئے گئے ہیں اور اسے کامیابی سے چلا رہے ہیں اصل طاقت چند خاندانوں پر مشتمل ایک گروہ ہے جس کے آپس میں انتہائی قریبی روابط ہیں اور جو ہمیشہ پس پردہ رہ کر خفیہ طور پر کام کرتا ہے۔)

بینک آف انگلینڈ' دی فیڈ (فیڈرل ریزرو بینک) دی بینک آف جاپان' دی سوئس نیشنل بینک اور جرمن بندیس بینک (Bundes Bank) اور دیگر مرکزی بینکوں کے سربراہ اپنی قومی حکومتوں سے بالا بالا سال میں دس مرتبہ باہمی رابطہ کے لئے ملاقات کرتے ہیں اور صنعتی ممالک میں جاری معاشی سرگرمیوں کا جائزہ لے کر عالمی معیشت کے بارے میں حکمت عملی طے کرتے ہیں۔

بہرحال جب عالمی ساہو کاروں نے امریکی حکومت کی عدم دلچسپی کے باعث عالمی حکومت کا منصوبہ کھٹائی میں پڑتا دیکھا تو انہوں نے ایک اور عالمی جنگ کرانے کی ٹھانی اور اس مقصد کے لئے جرمنی اور روس پر کام شروع کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں جنگ عظیم دوم کے خاتمہ سے پہلے پہلے عالمی حکومت کے لئے راہ ہموار ہو چکی تھی۔ چنانچہ ۱۹۴۴ء میں برٹن ووڈز نیو ہمپشائر (Bretton Woods New Hampshire) میں امریکہ کی بھرپور شرکت سے انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ (آئی۔ ایم۔ ایف) اور ورلڈ بینک کے قیام کی منظوری دے دی گئی' لیگ آف نیشنز کی یونائیٹڈ نیشنز کے نام سے ۱۹۴۵ء میں منظوری حاصل ہو گئی۔ منصوبے کے عین مطابق جنگ نے وہ ساری مخالفت ختم کر دی جو ان بین الاقوامی اداروں کے قیام میں رکاوٹ تھی۔

لندن میں قائم "دی سٹی" (The City) کی طرح دی فنڈ (I.M.F) کے خلاف عدالتی کارروائی نہیں ہو سکتی' ...اس کا مال اور اثاثہ' جہاں کہیں رکھا ہے' تلاشی' ظلبی' ضبطی' بے دخلی یا کسی بھی طریقے سے حکومتی یا قانونی عمل کے ذریعے قبضہ میں لئے جانے سے محفوظ ہے.....اس کے افسر اور اہل کار ہر طرح کی قانونی چارہ جوئی سے مستثنیٰ ہیں.....اس پر کسی قسم کا ٹیکس نہیں لگایا جا سکتا۔ (ورلڈ بینک اور بی۔ آئی۔ ایس (BIS) پر بھی ایسے ہی معاہدوں کا اطلاق ہوتا ہے) گویا اس سے قبل جو اختیارات امریکہ میں مرکز سے منسلک پرائیویٹ بینکوں کو حاصل تھے وہی عالمی سطح پر اب آئی۔ ایم۔ ایف' ورلڈ بینک اور بی۔ آئی۔ ایس کو حاصل ہیں جو قرضوں کی پالیسی وضع کرنے میں قومی بینکوں کو ہدایات دیتے ہیں۔ منی چینجرز کا یہ وطیرہ ہے کہ بددیانت حکومت کو قرض دے کر عوام سے بھاری سود وصول کرتے ہیں' اس کے لئے مزید قرض دیتے ہیں یہاں تک کہ پوری قوم ان کے شکنجے میں جکڑی جاتی ہے اب وہ دن دور نہیں جب کسی قوم کو زندہ رکھنے یا مارنے کا فیصلہ چند افراد' جن کے پاس ساری دنیا کی دولت ہے' کریں گے۔ اس کا آغاز افریقی ممالک سے ہو چکا ہے۔ چنانچہ جب یہ ممالک پوچھتے ہیں کہ کیا ہم قرض اتارنے کے لئے اپنے بچوں کو مار دیں تو جواب ملتا ہے۔ ہاں! ترقی اور غربت کے خاتمہ کے نام پر دیئے گئے قرضوں کا یہ نتیجہ ہے کہ مقروض ممالک کے رہے سہے اثاثے بھی منی چینجرز کے بینکوں میں منتقل ہو چکے ہیں۔ ان کا اگلا ہدف چین ہے جو ابھی پوری طرح ان کے شکنجے میں نہیں آیا۔ یہ بہت خطرناک کھیل ہے جو عالمی سرمایہ دار چین کو امریکہ کے مقابلے میں کھڑا کرنے کے لئے کھیل رہے ہیں۔

برازیل کے ایک ممتاز سیاستدان کا کہنا ہے :

"تیسری عالمی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ یہ خاموش جنگ ہے لیکن انتہائی تباہ کن' برازیل' لاطینی امریکہ اور تیسری دنیا کے لئے موت کا پیغام لئے یہ جنگ سپاہیوں کی بجائے بچوں کو مار رہی ہے۔ اس کا ہتھیار سودی نظام ہے' ایٹم بم اور لیزر بم سے بھی خوفناک"۔

(جاری ہے)

بھارت کے معروف عالم دین مولانا محمد امین الاثری کا انتقالِ پر ملال

۲۳/اپریل ۲۰۰۰ء کو بروز اتوار شام ساڑھے پانچ بجے مولانا محمد امین الاثری الرحمانی المبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ بمقام علی گڑھ وفات پا گئے۔ مرحوم نے تمام عمر ایک مجاہدانہ زندگی بسر کی تھی' اپنوں اور غیروں کے ہاتھوں آپ نے بے شمار تکالیف برداشت کیں لیکن صبر کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیا تھا۔ وہ ایک عظیم مبلغ اسلام تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے' انہیں جنت میں انبیاء' شہداء اور صالحین کی رفاقت عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

"ایوب خان کی غلط سیاست کا ہمیں یہ خمیازہ بھگتنا پڑا کہ آج بنگلہ دیش کو انڈیا میں مدغم کرنے کی سازش چل رہی ہے"

ایک بنگالی مسلمان کی صدائے احتجاج

جس میں اگرچہ تلخی کا رنگ غالب ہے لیکن ایک دردمند بنگلہ دیشی مسلمان کے جذبات کی آئینہ دار ہونے کے ناطے سنجیدہ غور و فکر کی متقاضی ہے!

میرے ہم سفر پیشرو حافظ عاکف سعید صاحب
مدیر ندائے خلافت لاہور 'السلام علیکم

۱۳/ اپریل ۲۰۰۰ء کا شمارہ ندائے خلافت دستیاب ہوا۔ رسالہ کے لئے شدید انتظار رہتا ہے۔ امیر تنظیم اسلامی کا جمعہ کا خطبہ شوق سے بغور پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تادیر اس کا سایۂ شفقت ہمارے سر پر رہے۔ اور آپ کے تو وہ والد ہیں لہٰذا یہ خواہش ہم سے زیادہ آپ کو ہوگی۔ سمع خراشی کا مقصد یہ ہے کہ اس شمارہ میں جناب علامہ شبیر بخاری صاحب کا انٹرویو چھپا ہے۔ انٹرویو میں ہر شخص اپنا خیال ظاہر کرنے کی آزادی رکھتا ہے جو صاحب موصوف کا بھی حق ہے۔ مگر قارئین بھی بے زبان جانور نہیں ہوتے ان کو بھی جناب نعیم اختر عدنان کے قائم کردہ عنوان: "ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں" کے تناظر میں اظہار خیال کا حق حاصل ہے۔ جناب نعیم اختر صاحب نے مرزا ندیم بیگ صاحب کے ہمراہ قابل احترام شخصیت شبیر بخاری صاحب کا انٹرویو لیا ہے۔ مگر جب بخاری صاحب موصوف نے فرمایا: "البتہ جنرل محمد ایوب خان میری رائے میں سب سے بہتر حکمران ثابت ہوئے۔" تو ان کی زبان کیوں گونگی ہو گئی تھی؟ مرحوم ایوب خان کی فروگذاشتوں کی فہرست کیوں ان کو سنا کر معاً سوال نہیں کیا کہ مرحوم ایوب خان کی اتنی بڑی بڑی فروگزاشتوں کے ہوتے ہوئے ان کو کس طرح "سب سے بہتر حکمران" کہا جا سکتا ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ قابل صد احترام جناب علامہ شبیر بخاری صاحب مدظلہ العالی اس قسم کی غیر محتاط لب کشائی اور بیان کو پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پاکستان والوں کا کیا ہے؟ وہ تو اب افغانستان کے ساتھ کنفیڈریشن کے لئے سوچ و بچار کر رہے ہیں اور اپنے بچاؤ کا راستہ دیکھ رہے ہیں۔ مگر ہمارا مستقبل کیا ہے؟ انڈیا میں مدغم کرنے کی سازش چل رہی ہے۔ مرحوم ایوب خان کی غلط سیاست کی وجہ سے اب ہم کو یہ خمیازہ بھگتنا ہے۔ مرحوم محمد علی چودھری صاحب کی وزارت عظمیٰ کے زمانے میں اللہ اللہ کر کے پاکستان کا دستور اسلامی پاس ہو گیا تھا۔ چھٹے مہینے کے اندر قومی اور صوبائی سطح پر انتخاب عام کی تیاری ہو رہی تھی۔ ووٹر لسٹیں چھپ رہی تھیں۔ ان حالات میں اگر آزادانہ انتخاب ہونے کا موقع دیا جاتا تو جمہوری طریقہ سے اقتدار کی منتقلی کی سبیل پیدا ہو جاتی۔ اور نوبت بنوبت قوم اپنے نمائندے چن لیتی۔ مگر مرحوم ایوب خان نے پنجاب کے چند سرمایہ دار اور منافق دوست امریکہ کے اشارۂ چشم پر کام کیا اور بدھیا بندر کی طرح میدان سیاست میں اتر آیا۔ اور خان عبدالقیوم خان کے مسلم لیگ دھڑے کے ایک جلوس کو بہانہ بنا کر مارشل لاء کا اعلان کر دیا۔ جس سے جمہوریت کے ماتھے پر آسمان ٹوٹ پڑا اور فوجی حکومت قائم ہو گئی۔ اس نادانشمندانہ حرکت کو بنیاد بنا کر قوم پرست بنگالی لوگ مرکز کے خلاف واجبی شکایات اٹھانے لگے۔ جن کا کوئی معقول حل ایوب خان جیسے ڈنڈا باز جنرل سے نہ ہو سکا۔ کیونکہ ان کے دماغ میں بھس بھرا ہوا تھا' عقل نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ اور اس طرح جمہوریت کو پنپنے نہ دینے کے نتیجے میں مرحوم مشرقی پاکستان میں علیحدگی کا رجحان بڑھتا گیا جس کا مقابلہ بزدل ایوب خان سے نہ ہو سکا اور اور وہ شیخ مجیب اور بھاشانی کی سیاست سے مار کھا کر بھاگ گیا اور قوم کو مصیبت میں ڈال دیا' جس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہ نکل سکی۔

تب میرے محترم اس وقت آپ کی عمر غالباً کچی تھی۔ میں اس وقت جماعت اسلامی کا سرگرم ناسمجھ کارکن نہ تھا' کافی سوجھ بوجھ کا مالک تھا۔ مرحوم ایوب خان نے جب فوجی انقلاب برپا کر دیا تو مرحوم مولانا مودودی نے فرمایا تھا: "جنرل ایوب خان صاحب نے اپنی ہی قوم کو فوجی طاقت سے فتح کر لیا ہے"۔ یہ ایک کاری طنز تھا' جو مولانا مودودی صاحب نے جرأت کے ساتھ ڈنڈا باز فوجی جنرل کے گال پر چسپت کر دیا تھا۔ ہاں بھائی! جنرل ایوب خان نے اپنے آپ کو "تیس مار خان" ثابت کرنے کے لئے "فیلڈ مارشل" کا لقب اختیار کیا تھا۔

سوال یہ ہے کہ اپنی قوم کو فتح کرنے والے جنرل نے انڈیا کے کس علاقہ پر قبضہ جمایا تھا کہ ان کو اتنے بھاری بھرکم لقب سے قوم نوازتی؟ جنرل ایوب نے ہر معرکہ میں منہ کی کھائی۔ سیاست میں صفر تھے' فوجی حکمت عملی میں خالی خولی تنگدست' جھولی کاندھے پر اٹھائے پھرتے تھے۔ جس کا ثبوت بھارت سے جنگ لڑنے میں ان کی سو فی صد ناکامی ہے۔ آخر کار تاشقند میں جا کر امریکہ کے اس وقت کے صدر کے ذریعہ صدر روس کے پاؤں پکڑے کہ کسی طرح پاکستان کا وجود برقرار رکھو۔ جس پر بھٹو صاحب نے بغاوت کر دی تھی۔ جب بھارت کے خلاف چین نبرد آزما تھا اس وقت اندھیری رات میں چین کے سفیر نے عقل کے اندھے ایوب خان سے کہا تھا کہ اس وقت تم پیش قدمی کرو اور کشمیر پر قبضہ جما لو لیکن اس بزدل نے جو جواب دیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امریکہ کا پٹھو تھا۔ اور سیاست اور موقع شناسی سے فوجی کمان کرنے کی بالکل صلاحیت نہیں رکھتا تھا۔ غرض ایوب خان کی سیاست اور فوجی دست اندازی سے ملک و قوم کا وہ نقصان ہوا کہ جس کا ازالہ ممکن نظر نہیں آتا اور یہاں کہا جا رہا ہے کہ "جنرل ایوب خاں میری رائے میں سب سے بہتر حکمران ثابت ہوئے۔

مرحوم ایوب خان کی دوسری غلطی یہ تھی کہ بھاگتے چور کی لنگوٹی بھی ساتھ لے گئے۔ یعنی شیخ مجیب کی سیاست سے مار کھا کر جاتے وقت برا بھلا جو دستور انہوں نے اپنے دور حکمرانی میں نافذ کیا تھا وہ بھی بوریا بستر کی طرح لپیٹ کر ساتھ لے گئے۔ یعنی ملک کے دستور کو احمقوں کی طرح بلاسوچے سمجھے منسوخ کر دیا۔ اور حکومت کی مسند پر آزادانہ ہر قسم کی حرکت کرنے کا موقع فراہم کر دیا۔ ورنہ اس برے بھلے دستوری خاکے میں انتخاب کے بعد پاور میں آنے والی پارٹی مناسب ترمیم و اضافہ کرتی۔ بنیادی جمہوریت کے نام سے انہوں نے جو چالبازی اختیار کی تھی وہ ان کے سامنے دم توڑ گئی تھی۔ میں بلاخوف کہنا چاہتا ہوں کہ سیاست فوجی جنرلوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ "کار بوزنہ نیست نجاری" پر نگاہ کر کے موجودہ حکمرانوں کو بھی قبل از خرابی بسیار توبہ کر لینا چاہئے ورنہ وقت ان کے سامنے کٹھن منظر لائے گا۔ اس وقت "فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ" کا شکار ہونا پڑے گا۔

موجودہ حکومت غالباً آپ کو اجازت نہیں دے گی ورنہ میں کھول کر باتیں کرتا۔ وہ جو غلطی کر رہے ہیں اور ملک امریکہ سے جو "دلال" لا کر اکٹھے کر لئے ہیں وہ پاکستان کا وجود ختم کر دیں گے۔ امریکہ نے مشرقی پاکستان کے مسئلہ کو حل کرنے میں کوئی موثر کردار ادا نہیں کیا نتیجہ میں ملک دو ٹکڑے ہو گئے۔ لہٰذا پاکستان سے محبت کرنے والے چوکنے ہو جائیں اور انہیں ملک میں اسلامی معاشرہ اور قوانین نافذ کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہونا چاہئے۔

والسلام
مولانا محمد ثمیر الدین 'ڈھاکہ

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

تنظیم اسلامی میرپور کا ماہانہ شب بسری پروگرام

تنظیم اسلامی ایک اصولی' اسلامی انقلابی جماعت ہے جو غلبۂ اسلام کے لئے دن رات مصروف کار ہے لیکن اس کے ہاں فرائض دینی کا ایک جامع تصور ہے جس کے مطابق ایک انسان کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ پوری زندگی میں اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرے اور زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر کاربند ہو' ہر بندۂ مسلم کا دوسرا فرض دعوت و تبلیغ ہے۔ ختم نبوت اور تکمیل رسالت کے بعد دعوت دین اور تبلیغ اسلام کی ذمہ داری امت مسلمہ کے ہر فرد پر اس کی استعداد کے مطابق لازم ہے۔ خطبۂ حجۃ الوداع میں نبی اکرم ﷺ نے خود یہ ذمہ داری امت کو منتقل کی تھی۔ تیسرا فرض اسلام کو قائم و غالب کرنے کی جدوجہد و کوشش ہے کیونکہ جب تک دین قائم نہیں ہوتا اور حکومتی سطح پر نافذ نہیں ہوتا کسی فرد کے لئے ممکن ہی نہیں کہ وہ اپنی انفرادی زندگی میں اللہ کی بندگی اور رسول اکرمؐ کی اتباع کر سکے۔

انہی فرائض کا شعور عام کرنے کے لئے تنظیم اسلامی میرپور اپنے وسائل کے مطابق ہر ماہ ایک دعوتی پروگرام کا انعقاد کرتی ہے۔ ۲۹ اپریل ہفتہ کی شام اس سلسلہ کا ۱۶واں دعوتی پروگرام تھا جو مسجد دارالسلام جبی کے وسیع ہال میں منعقد ہوا۔ رفقاء و احباب قبل مغرب تشریف لائے' نماز کے بعد تنظیم کے مقامی امیر سید محمد آزاد نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور پروگرام کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث کے حوالہ سے تذکیر کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا اپنے انجام کی طرف رواں ہے اور آخرت قریب آ رہی ہے' مہلت عمل ختم ہو رہی ہے اور حساب کا وقت پیش آنے والا ہے۔ اے لوگو! آخرت کے طلب کرنے والے بنو' دنیا کے طالب نہ بنو۔ آج عمل کا وقت ہے' حساب نہیں' کل حساب ہو گا عمل نہ ہو گا۔

بعد ازاں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا خطاب بذریعہ ویڈیو کیسٹ سنایا گیا۔ خطاب کا موضع تھا "تنظیم اسلامی کی دعوت" تمام حاضرین نے ہمہ تن گوش ہو کر یہ عالمانہ خطاب سنا۔ امیر محترم نے مندرجہ بالا فرائض کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا اور تنظیم کی دعوت کو موثر انداز میں پیش کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس وقت پوری دنیا میں مسلمان امت زوال کا شکار ہے اور کفر کا غلبہ ہے وجہ یہ ہے کہ امت نے اپنا فرض پورا نہیں کیا اور دین کو اپنے اپنے ملکوں میں قائم نہیں کیا۔ افراد نے بھی صرف جزوی طور پر اسلام کے بعض احکام پر عمل کیا ہے اور تاحال اچھے پڑھے لکھے لوگوں کا حال بھی یہ ہے کہ وہ نماز روزہ بھی کرتے ہیں اور سودی کاروبار بھی جاری ہے۔ یہ طرز عمل اللہ کے غضب کو بھڑکانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ

ویڈیو پروگرام رات ۱۱ بجے ختم ہوا۔

خطاب کے دوران نمازِ عشاء ادا کی گئی اور اجتماعی طعام کا اہتمام ممتاز الحسن صاحب اور ظفر اقبال صاحب نے کیا تھا۔ صبح ۳ بجے تہجد کے لئے رفقاء بیدار ہوئے' نوافل کے بعد تلاوت اور پھر مسنون دعاؤں کی تذکیر مقامی امیر نے کی اور اذکار مسنونہ وغیرہ کو اپنی زندگی کا معمول بنانے کی تلقین کی۔ نماز فجر کے بعد منور حسین صاحب' ملتزم رفیق نے سورۂ بقرہ کے سولھویں رکوع کا موثر درس دیا۔ ازاں بعد ناشتہ اور ضروری ہدایات پر پروگرام ختم ہوا اور آئندہ پروگرام ۲۷ مئی ۲۰۰۰ء کو طے پایا۔ اس پروگرام میں ۲۵ حضرات نے شرکت کی۔ فجر کے درس قرآن میں تعداد زیادہ ہو گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کو سمجھنے اور اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (رپورٹ : ظفر اقبال)

اُسرہ تیمر گرہ کا ایک روزہ پروگرام

/ ۲۲ اپریل کو اُسرہ تیمر گرہ کا ایک روزہ پروگرام خیمہ مسجد میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام کے لئے ناظم مالاکنڈ ڈویژن مولانا غلام اللہ حقانی خصوصی طور پر مدعو کئے گئے تھے۔ اُسرہ کے نقیب محمد فہیم صاحب کی نگرانی میں سات افراد پر مشتمل یہ قافلہ قبل از نماز عصر مقررہ مسجد پہنچا۔ تحیۃ الوضو اور مسجد پڑھ کر مشورہ ہوا۔ نماز عصر کے فوراً بعد راقم نے اعلان کیا اور مولانا حقانی نے تعارف تنظیم اور دعوت کے موضوع پر نمازیوں سے خطاب کیا۔ مولانا نے چند جملوں میں تنظیم کا تعارف پیش کیا' البتہ دعوت کے موضوع پر قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل انداز میں بات کی۔ مولانا نے فرمایا کہ قرآن مجید صرف تلاوت اور حفظ کے لئے نازل نہیں ہوا ہے بلکہ اس کی دعوت چہار دانگ عالم تک پہنچانا ہے۔ آپ نے افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ عوام تو کیا خواص بھی قرآن مجید کی طرف رجوع نہیں کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا تھا :

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

تنظیم اسلامی کی یہی دعوت ہے کہ اس کلام اللہ کی طرف لوگ رجوع کریں۔ اس کو اپنا رہنما بنائیں اس کی اطاعت میں اپنی پناہ ڈھونڈیں۔ بعد نماز مغرب محمد فہیم صاحب نے فرائض دینی کے جامع تصور کو بیان کیا اور موصوف نے انتہائی سلیس انداز میں بات شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے تین چیزوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ پہلا مطالبہ یہ ہے کہ صحیح اور مکمل بندے بنو' اپنی اطاعت کو میرے لئے خالص کرو' اس بندگی میں اور کو شریک نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا دوسرا مطالبہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بندگی کے بعد ایک مسلمان بندے کا دوسرا اور اہم فرض یہ ہے کہ دوسرے بندگان خدا کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور یہ تمام انبیاء کا کار مشترک تھا۔ مسلمان بندے کا تیسرا اور ایک لحاظ سے اہم فرض یہ ہے کہ اس دین کو بالفعل نافذ کرنے کیلئے کوشش کی جائے۔

دوسرے روز نماز فجر کے بعد سورۃ فاتحہ (جو کہ اساس القرآن اور ام القرآن ہے) کا درس مولانا حقانی نے اپنے مخصوص انداز میں دیا۔ استراحت اور ناشتہ کے بعد مذاکروں اور مشوروں کے علاوہ تین کتابوں کا اجتماعی مطالعہ کیا گیا جس میں نظام العمل و قرآن مجید کے حقوق اور نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں شامل تھیں۔ نماز ظہر کے بعد آخری نشست تھی۔ اختتامی کلمات میں محمد فہیم صاحب نے انقلاب کے چھ مراحل بیان کئے۔ اسی پر یہ ایک روزہ پروگرام اختتام تک پہنچا۔ (رپورٹ : شاہ وارث)

علم کا حصول بہتر مسلمان بننے کے لئے ہونا چاہئے ○ پرنسپل قرآن گرلز کالج

۲۶ مارچ بروز ہفتہ فرقان گرلز ہائی سکول فیروزوالہ کی تقریب سالانہ نتائج و تقسیم انعامات میں قرآن گرلز کالج کی پرنسپل محترمہ سعیدہ ایوب کو مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا گیا تھا۔ طے شدہ وقت کے مطابق دس بجے صبح پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ سکول کی ہونہار طالبہ اور ریکارڈ میکر عائشہ نعیم جو ہر سال امتحانات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرتی ہیں' نے "علم کی اہمیت" کے موضوع پر خطاب کیا۔ طالبات نے بڑے ہی سلیقے سے ٹیبلو پروگرام پیش کئے۔ قرآن گرلز کالج کی پرنسپل محترمہ سعیدہ ایوب نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں سکول انتظامیہ' والدین اور بچوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے مجھے یہاں حاضر ہونے کا اعزاز بخشا۔ انہوں نے کہا کہ فیروزوالہ جیسے پسماندہ اور دورافتادہ علاقے میں فرقان سکول جیسا معیاری تعلیمی ادارہ میرے لئے خوشگوار حیرت کا باعث ہے۔ مہمان خصوصی نے علم کی فضیلت کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ آج علم کی اہمیت ماضی کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہو چکی ہے۔ علم کا مقصد صرف روزی کمانا ہی نہیں بلکہ علم کا حصول بہتر مسلمان بننے کے لئے کیا جائے۔ علم کے حصول کا اصل مقصد دین و دنیا کو رضائے الٰہی کے مطابق اپنانا ہے۔ قرآن میں یہ تلقین کی گئی ہے "رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا" گویا علم ایسا سلسلہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ حلقہ خواتین فیروزوالا محترمہ ثریا وحید نے بھی تقریب میں خصوصی طور پر شرکت کی۔ آخر میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے بچوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

(رپورٹ : نعیم اختر عدنان)

وزیر آباد: سات روزہ تفہیم دین کورس

"حصولِ نجات" کے لئے سیرت رسول ﷺ سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے؟ اس کے لئے "سات دن" کا "تفہیم دین کورس" تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں منعقد کیا گیا۔ بفضل تعالیٰ سات دن متواتر بعد نماز عشاء یہ پروگرام ہوتا رہا۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ اس میں شامل ہوئے۔ حاضری دس سے پندرہ رہی۔ وزیر آباد میں یہ دوسرا پروگرام تھا۔ پروگرام کے آخر میں مختصر وقت اظہار خیال کے لئے حاضرین کو دیا گیا۔ سب افراد نے اس لحاظ سے بہت پسند کیا کہ سات دن میں کسی قسم کی تفرقہ بازی پر کوئی گفتگو نہیں ہوئی' نہ کسی سے طعنہ زنی کی گئی' نہ کسی کا مذاق اڑایا گیا۔ بلکہ اصل کرنے کا کام اور دینی ذمہ داریوں کو بڑے اعلیٰ پیرائے میں پیش کیا گیا۔ اس طرح دینی فرائض کا تصور اجاگر ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ تقسیم اسناد کے لئے ۱۹ مارچ بروز اتوار بعد نماز عشاء پروگرام منعقد ہوا۔ صدارت کے لئے جناب احمد علی بٹ امیر تنظیم اسلامی گجرات کو مدعو کیا گیا تھا۔ اور حافظ مشتاق صاحب مہمان خصوصی کی حیثیت سے موجود تھے۔ حاضرین کو ۲۰ منٹ سوال و جواب کے لئے دیئے گئے' تاکہ اشکال دور ہوں۔ آخر میں "قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں" کتابچہ تقسیم کیا گیا۔ اور جناب صدر نے ذمہ داریوں کی اہمیت کو مختصر مگر جامع انداز میں بیان کیا۔ اور حاضرین کو نظام خلافت قائم کرنے کے لئے مل کر جدوجہد کرنے کی دعوت دی۔

ذیلی حلقہ مالاکنڈ ڈویژن کی تنظیمی سرگرمیاں

حلقہ سرحد کے زیر اہتمام اس بار مشاورتی اجلاس پشاور میں ہوا۔ دوسرے امور کے علاوہ ناظم دعوت برائے حلقہ سرحد مولانا غلام اللہ خان حقانی کے لئے درج ذیل پروگرام طے ہوا۔ ۳۰'۲۹ مارچ : باجوڑ' ۱۵'۱۴'۱۳ اپریل : گنوڑی' ۲۲'۲۳ اپریل : تیمر گرہ' ۲۹'۳۰ اپریل : نوشہرہ' ۶'۷ مئی : سواڑی' ۱۳'۱۴ مئی : بٹ خیلہ' ۲۰'۲۱ مئی : اوچ' ۲۷'۲۸ مئی : نوشہرہ' ۳'۴ جون : گنوڑی' ۱۰'۱۱ جون : عاموند باجوڑ' ۱۷'۱۸ جون : تیمرگرہ' ۲۴'۲۵ جون : سواڑی

مرتب کردہ پروگرام کے مطابق ۳۰' ۲۹ مارچ کو یوم والدین کے سلسلہ میں اسرہ باجوڑ کے زیر انتظام یک روزہ پروگرام ہوا۔ پروگرام کا آغاز مسلم باغ کی مسجد سے ہوا۔ جہاں مولانا غلام اللہ خان حقانی نے "عبادتِ رب" کے موضوع پر خطاب کیا' چونکہ پروگرام کے لئے پہلے سے دعوتی خطوط کے ذریعے مختلف ساتھیوں کو مدعو کیا گیا تھا' لہٰذا بعد از نماز عصر اس پروگرام میں شرکت کرنے والوں کی تعداد توقع سے زیادہ رہی۔ تقریباً ۵۰ لوگوں نے جم کر خطاب سنا۔ اگلا ہدف قاضی ڈھری کی جامع مسجد تھی۔ تقریباً ساٹھ (۶۰) احباب کے سامنے بین الاقوامی تناظر میں مسلمانوں کی اصل پوزیشن اور اس کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر قرآنی نظام کے نفاذ کے لئے جدوجہد کے موضوع پر جامع بیان ہوا۔ مولانا حقانی نے بندۂ مومن کے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے دونوں پہلوؤں کو قرآن و حدیث کے حوالوں سے خوب بیان کیا۔

اصل پروگرام جس کے لئے مولانا حقانی تشریف لائے تھے' یوم والدین کے سلسلہ میں "الہدیٰ پبلک سکول" کا پروگرام تھا۔ واضح رہے کہ سکول کا پرنسپل تنظیم اسلامی کا دیرینہ رفیق' گل رحمان ہیں' جو اسرہ جار کے نقیب بھی ہیں۔

سکول کی معمول کی کاروائی کے پروگرام کے بعد مولانا غلام اللہ حقانی نے "قرآن اور عصر حاضر کے تقاضے" کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ خطاب کیا۔ جس میں موصوف نے سی ٹی بی ٹی' آئی ایم ایف' W.T.O' اور کشمیر کے Critical Situation کا بطور خاص ذکر کیا۔ آپ نے حالات کی سنگینی کے پیش نظر اہل باجوڑ' جو کہ خراسان بزرگ کا قلب ہے کو بتایا کہ اس صورتحال میں آپ لوگوں کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ آپ نے یہود کی عالمی سازشوں کا ذکر بہت اچھے انداز میں کر کے علاقہ کے تعلیم یافتہ افراد کو دعوتِ فکر دی کہ وہ آگے بڑھ کر اس نظام پر غور کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو پہچانتے ہوئے اپنا فرض ادا کریں۔ پروگرام میں چونکہ علماء کرام بھی شریک تھے۔ لہٰذا پروگرام کے بعد ان سے مفصل نشست کا انعقاد ہوا۔ واضح رہے کہ باجوڑ میں تنظیم اسلامی کی طرف راغب ہونے والے طبقات میں علمائے کرام ٹاپ پر ہیں۔ پروگرام کے لئے تنظیم اسلامی کے رفقاء نے جس لگن اور محنت سے کام کیا تھا غلام اللہ خان نے اسے سراہا اور ساتھیوں کو مزید کام تیز کرنے کی ہدایت کی۔ (رپورٹ : محمد نعیم)

اُسرہ بدرشی کی دعوتی سرگرمیاں

مورخہ ۱۵/اپریل ۲۰۰۰ء کو ایک خصوصی دعوتی پروگرام دفتر ذیلی حلقہ سرحد وسطی میں منعقد کیا گیا۔ موضوع کیلئے امیر محترم کا ویڈیو پروگرام "راہِ نجات" منتخب کیا گیا۔ اس کیلئے اُسرہ بدرشی کے دوست احباب کو خصوصی دعوت نامے ارسال کئے۔ ہفتہ ۱۵/اپریل کو صبح ۹ بجے پروگرام کا آغاز ہوا۔ تمام سامعین نے توجہ سے پروگرام دیکھا اور سنا۔ پروگرام کے اختتام پر سوال و جواب کی نشست ہوئی جس میں ڈاکٹر حافظ محمد مقصود صاحب اور جناب ضمیر اختر صاحب نے نہایت مدلل جوابات دیئے۔ آخر میں جملہ احباب و رفقاء کی چائے سے تواضع کی گئی۔ احباب کو راہِ نجات نامی کتاب اور تنظیم اسلامی کا انقلابی منشور دیا گیا۔ اس پروگرام میں نقیب اُسرہ بدرشی قاضی فضل حکیم و رفقاء بدرشی ملک آمان' سریر الدین' شاد علی' فضل حسین اور راقم نے شرکت کی۔ اور دوپہر بارہ بجے یہ پروگرام مسنون دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ : فضل رحیم)

انتخاب اراکین مجلس مشاورت

تنظیم اسلامی پاکستان کی مرکزی مجلس مشاورت برائے ۲۰۰۰-۱۹۹۸ء کی مدت ختم ہونے پر ضابطہ کے مطابق آئندہ مدت (اپریل ۲۰۰۰ء تا مارچ ۲۰۰۲ء) کیلئے اراکین مجلس مشاورت کا انتخاب تنظیم اسلامی پاکستان کے سالانہ اجتماع منعقدہ ۲ تا ۱۵ اپریل کے موقع پر ہوا' جس میں درج ذیل رفقاء منتخب قرار پائے:

حلقہ سرحد

۱) جناب آذر بختیار خلجی صاحب
۲) مولانا غلام اللہ حقانی صاحب

حلقہ پنجاب شمالی

۱) جناب محمد شمیم اختر صاحب
۲) ڈاکٹر امجد علی بخاری صاحب
۳) جناب عمران احسن صاحب
۴) جناب طارق عبدالمجید صاحب

حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن

۱) جناب احمد علی بٹ صاحب
۲) جناب محمد اشرف ڈھلوں صاحب

حلقہ لاہور ڈویژن

۱) جناب عبدالرزاق صاحب
۲) جناب فیاض حکیم صاحب
۳) جناب نعیم اختر عدنان صاحب
۴) جناب اقبال حسین صاحب
۵) ڈاکٹر ابصار احمد صاحب

حلقہ جات پنجاب وسطی و پنجاب غربی

۱) جناب کفیل احمد ہاشمی صاحب
۲) پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب

حلقہ جات پنجاب جنوبی' تنظیم اسلامی ضلع بہاولنگر اور تنظیم اسلامی ضلع رحیم یار خان

۱) جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی
۲) جناب ڈاکٹر منظور حسین صاحب

حلقہ جات سندھ بالائی و سندھ زیریں

۱) ڈاکٹر علی خان لغاری صاحب
۲) جناب نوید احمد صاحب
۳) جناب اعجاز لطیف صاحب
۴) جناب نوید عمر صاحب

بلوچستان (تنظیم اسلامی کوئٹہ)

۱) جناب محبوب سبحانی صاحب

آزاد کشمیر

۱) جناب خالد محمود عباسی صاحب

دستور تنظیم کے مطابق ناظمین مرکزی شعبہ جات اور امراء/ناظمین حلقہ جات بربنائے منصب مرکزی مجلس مشاورت کے رکن ہوں گے۔

Vol : 9 Regd. CPL No.127 No.18

WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

جڑانوالہ میں دو روزہ دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی فیصل آباد شرقی اور غربی کے زیر اہتمام مورخہ ۲۲، ۲۳ مارچ کو جڑانوالہ میں دو روزہ پروگرام منعقد ہوا۔ تنظیم کے رفقاء نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ حافظ شفیق احمد صاحب کے تعاون سے جڑانوالہ کیمیکل اینڈ فرٹیلائزر فیکٹری کی مسجد میں قیام کیا گیا۔ رفقاء تنظیم نے مختلف مساجد میں مقامی لوگوں کے سامنے قرآن کی دینی دعوت پیش کی۔ فیکٹری کی مسجد میں بعد نماز مغرب بڑا خطاب ہوا۔ جس میں پروفیسر خلیل احمد صاحب نے "مطالبات دین" کے موضوع پر بیان کیا۔ دوسرے روز صاحب ملحقہ گاؤں چک نمبر ۲۸ میں سپاہ صحابہ کے کارکنوں سے تعارف ہوا جس میں حکیم محمد سعید صاحب نے دینی امور پر کارکنوں سے مفصل گفتگو کی۔ انفرادی رابطوں میں حافظ احمد صاحب جو امیر محترم سے دیرینہ واقفیت رکھتے ہیں ان کے ساتھ ملاقات کے علاوہ حبیب بنک کے منیجر رفیق مسلم صاحب سے ملاقات کی۔ حافظ صاحب موصوف فکری اور علمی رہنمائی کے لئے اکثر استفادہ کرتے ہیں۔ انہوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ وہ ہفتہ وار درس قرآن کا اہتمام کریں گے۔ اسی سلسلے میں جڑانوالہ ٹاؤن کے چوہدری صفدر صاحب سے ملاقات کی گئی۔ انہوں نے قرآنی دعوت کے فروغ میں رفیق مسلم صاحب کے ساتھ تعاون کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی خدمت اور اس پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ رپورٹ: مختار احمد

اسرہ ڈیرہ کا ایک روزہ دعوتی پروگرام

مورخہ ۵ اپریل کو تنظیم اسلامی اسرہ ڈیرہ کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی اجتماع بمقام ڈوڈیال کی جامع مسجد میں منعقد کیا گیا۔ اجتماع میں اسرہ ڈیرہ کے ۵ رفقاء کے علاوہ اسرہ گوجر خان کے نقیب جناب اشتیاق سید صاحب اور مانسہرہ ڈویژن کے ناظم دعوت جناب مولانا غلام احمد صاحب نے شرکت کی۔ اجتماع نماز عصر کے بعد شروع ہوا جس میں مولانا نے عبادت رب کے موضوع پر مفصل خطاب فرمایا۔ سورۃ البقرہ کی آیت ۲۱ میں لفظ عبد کی تشریح کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پرانے زمانے میں یہ لفظ صرف غلاموں کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ قرآن نے لفظ عبد ان لوگوں کے لئے استعمال کیا جو اللہ کی کامل اطاعت پر آمادہ ہوں۔ اس نشست میں قریباً ۳۰ افراد نے بڑی دلچسپی کے ساتھ شرکت کی۔ مغرب سے پہلے پورے گاؤں میں گشت لگایا گیا اور لوگوں کو دعوت دی گئی۔ نماز مغرب کے بعد عظمت قرآن کے موضوع پر خطاب ہوا۔ مولانا نے سورہ رحمٰن کی ابتدائی چار آیات کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی صفات میں رحمٰن سب سے بڑا ہے اور اسی رحمانیت کا ظہور ہے کہ اس نے اس طرح گویا انسانیت کو راہ راست دکھانے کے لئے اور کامیابی سے ہمکنار ہونے کے لئے اپنی عظیم کتاب قرآن مجید نازل کی۔ اسی طرح تخلیق میں سب سے اونچا درجہ انسان کو دیا اور اسی انسان کو گویائی عطا کی۔ اس دنیا میں انسان قرآن مجید کو زیادہ سے زیادہ بیان کرے۔ اس نشست میں ۳۵ سامعین شریک رہے۔ بعد از نماز عشاء سورۃ فاتحہ کا مختصر درس ہوا جس میں ۲۰ افراد نے شرکت کی۔ ان تمام نشستوں کے آخر میں شرکاء سے اگلے دن کے لئے رکنے کا مطالبہ کیا گیا۔ دوسرے دن بعد نماز فجر سورۃ فاتحہ کے باقی ماندہ آیات کا درس دیا گیا۔

خصوصی نشست کا آغاز صبح ۹ بجے سے شروع ہوا جس میں مولانا نے منہج انقلاب پر مفصل خطاب فرمایا۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ جس میں مختلف نوعیت کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ آخر میں شرکاء کی چائے سے تواضع کی گئی جس پر یہ ایک روزہ دعوتی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ رپورٹ: سعید اللہ خان

قرآن اکیڈمی لاہور میں تکمیل

حفظ قرآن کی ایک تقریب

حافظ قرآن سے مراد ایسا شخص ہے جس نے نہ صرف قرآن اپنے سینے میں محفوظ کر لیا ہو بلکہ قرآن کا علم اس کے دل و دماغ میں ثبت ہو اور اس کے اعضاء و جوارح سے بھی تعلیمات قرآنی عمل کی صورت میں ظاہر ہوں۔ ان خیالات کا اظہار نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب نے جمعرات ۱۸ مارچ کو جامع مسجد قرآن اکیڈمی میں تقریب تکمیل حفظ قرآن سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ احادیث نبوی میں ہے کہ قرآن حفظ کرنے والے کے والدین کو قیامت کے روز نور کا تاج پہنایا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ حفظ قرآن دراصل عالم اسباب میں حفاظت قرآن کا ایک ذریعہ اور "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون" "یعنی ہم نے قرآن کو اتارا ہے اور ہم خود ہی اس کے محافظ بھی ہیں" کے مصداق خدائی تدبیر ہے۔ چنانچہ آج دنیا سے قرآن مجید کے تمام نسخے ختم کرنے کی کوشش کی جائے تو بھی اس خدائی تدبیر کے تحت عملاً ایسا ممکن نہیں۔ انہوں نے کہا کہ چھوٹی عمر حفظ کے لئے بہترین ہے۔ اس کے بعد علم و عمل کے دو مراحل باقی رہ جاتے ہیں جنہیں بعد ازاں طے کیا جا سکتا ہے۔ تاہم حفظ قرآن کے بعد اس کو یاد رکھنے کے لئے مسلسل محنت کرنی چاہئے ورنہ حفظ برقرار نہیں رہتا۔ اس سلسلہ میں نماز تراویح میں قرآن سنانا بہترین مشق کا کام دے سکتا ہے۔ علاوہ ازیں روزانہ تسلسل سے مشق جاری رکھنی چاہئے۔

آخر میں حفظ قرآن کی تکمیل کرنے والے بچوں احسن نعیم ولد نعیم اختر ملتانی عمر ۱۳ سال (تعلیم پرائمری) اور محمد عمرین ولد نظام الدین عمر ۱۲ سال (تعلیم پرائمری) نے قرآن مجید کی چند آیات سنائیں۔ شیرینی کی تقسیم اور اجتماعی دعا پر یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ (رپورٹ: نعیم احمد خان)

ضرورت رشتہ

بی کام، عمر ۲۲ سال، پنجابی اردو سپیکنگ لڑکی کے لئے برسر روزگار مناسب رشتہ درکار ہے۔

☆ ☆ ☆

لاہور میں مقیم شریف خاندان کی ایم ایس سی، سرکاری کالج میں لیکچرار اور ایم اے پاس دو بہنوں کے لئے مناسب رشتے درکار ہیں۔

معرفت: سردار اعوان

36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 5869501-03

قارئین واحباب نوٹ فرمالیں!

پاکستان ٹیلی ویژن پر نشر ہونے والا، امیر تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد کا پروگرام "حقیقت دین"

اب ہفتہ میں دوبارہ دیکھا جا سکتا ہے:

i)	جمعرات	شام سوا چھ بجے	پی ٹی وی ورلڈ پر
ii)	اتوار	صبح ساڑھے نو بجے	پی ٹی وی پر